۴۔ اللہ کو غصہ میں لانے والی چیز یہ ہے کہ انسان وہ بات کہے جسے خود نہ کرتا ہو۔[1] اب اگر نبی کا اپنا دامن شر سے آلودہ ہو اور وہ لوگوں کو خیر کی تلقین کرے تو وہ اللہ تعالےٰ کے شدید غضب کا مستحق ہوگا حالانکہ اللہ نبی سے زیادہ کسی پر راضی نہیں ہوتا۔ من ارتضی من رسول الجن: ۲۷ جن پر اللہ راضی ہے وہ اس کے رسول ہیں۔

۵۔ اگر انبیاء میں فسق ہوتا تو ان کی گواہی مقبول نہ ہوتی۔ حالانکہ ان کی گواہی کا قبول کرنا واجب ہے۔ کیونکہ وہ اللہ کی ذات پر گواہ ہوتے ہیں۔

۶۔ قرآن حکیم میں انبیاء کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کل من الصالحین الانعام ۸۵ یہ سب نیک ہیں۔

۷۔ ایک اور جگہ فرماتا ہے: انهم عندنا لمن المصطفین الاخیار ص ۴۷ یہ ہمارے نزدیک اخیار اور پسندیدہ ہیں۔

۸۔ شیطان نے بھی خدا کے سامنے اعتراف کیا کہ انبیاء کو گمراہ نہ کر سکے گا۔ لاغوینهم اجمعین الا عبادك منهم المخلصین ص ۸۲، ۸۳

۹۔ انبیاء فرشتوں سے برتر ہیں اور جب فرشتے معصوم ہیں تو انبیاء کی عصمت بدرجہ اتم ثابت ہوتی ہے۔

۱۰۔ العیاذ باللہ اگر انبیاء گنہگار ہوتے تو مستحق عذاب ہوتے۔ حالانکہ انبیاء نہ صرف یہ کہ خود عذاب سے بری ہوں گے بلکہ ان کی شفاعت سے ہم جیسے لاکھوں گنہگار نجات پائیں گے۔

بعثت سے قبل اور بعد نبی سے کوئی گناہ صادر نہیں ہوتا۔ نہ کبیرہ نہ صغیرہ۔ نہ سہواً نہ عمداً۔ البتہ نسیان اور اجتہادی خطا نبی کے حق میں جائز ہے۔ قرآن حکیم میں جن زلات انبیاء کا ذکر ہے وہ سب اسی قبیل سے ہیں اور انبیاء کا

---

[1] کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون الصف: ۳

ان پر استغفار کرنا محض ان کی تواضع اور انکسار ہے۔

خصائص نبوّت

انبیاء علیہم السلام جسمانی اور روحانی کمالات کے اعتبار سے انسانیت کے اعلیٰ ترین افراد ہوتے ہیں۔ امام غزالی فرماتے ہیں۔ نبی کی حقیقت کو نبی کے سوا کوئی دوسرا نہیں جان سکتا۔[1] امام رازی حلیمی سے نقل کرتے ہیں کہ انبیاء کی حقیقت عام لوگوں سے مختلف ہوتی ہے[2] ظاہر ہے کہ بشریت کے جس قالب کو اللہ تعالیٰ نے اپنی تجلیات کا مرکز بنانے کے لیے منتخب کر لیا ہو، وہ عام لوگوں کی مثل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نبی کی آنکھوں میں ایسی صفت رکھتا ہے جس سے وہ غیب و شہادت دونوں کو دیکھ سکے۔ اس کے دل کو ایسی استعداد عطا کرتا ہے جس سے وہ بارِ وحی کا متحمل ہو سکے۔ اور اس کی فکر کو وہ جرأت دیتا ہے جس سے وہ صفات الٰہیہ پر کمند پھینک سکے۔

ذیل میں ہم نبی کے حواسِ خمسہ کی جھلکیاں پیش کرتے ہیں جس سے یہ حقیقت روشن ہو جائے گی کہ نبی عام لوگوں کی مثل نہیں ہوتا۔

باصرہ:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی آنکھ سے فرش تا عرش حقائق دیکھے۔ حضور نے فرمایا۔ میں تمہیں سامنے اور پس پشت یکساں دیکھتا ہوں ایک مرتبہ فرمایا میں نے زمین کے تمام مشارق و مغارب دیکھ لئے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ نے اپنی آنکھوں سے خدا کو دیکھا۔

سامعہ:۔ نبی وحی کو سنتا ہے۔ جنات اور فرشتوں کی آواز سُنتا ہے سلیمان علیہ السلام نے مسافت بعیدہ سے چیونٹی کی آواز سن لی اور حضور نے بے پردہ خدا کا کلام سُنا۔

شامہ:۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کوسوں دُور سے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو اُن کے کرتے سے سونگھ لی۔

---

[1] احیاء العلوم ج ۳ صہ ۸ [2] تفسیر کبیر ج ۲ صہ ۴۲۳

ذائقہ:۔ حضور اصلی اللہ علیہ وسلم نے لقمہ چکھ کر اس میں ملا ہوا زہر معلوم کر لیا۔

لامسہ:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بدن چھوتے ہی آگ گلزار ہو گئی۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے حلیمی سے نبی کے چھیالیس خواص نقل کیے ہیں۔ہم ان سے بعض کا ذکر کرتے ہیں۔[1]

ا۔ نبی اللہ سے بلا واسطہ کلام کرتا ہے۔

ب۔ فرشتوں، جنوں اور غیب کو دیکھ لیتا ہے۔

ج۔ حیوانات، نباتات اور جمادات سے ہمکلام ہوتا ہے۔

د۔ ماضی اور مستقبل کے واقعات کو جانتا ہے۔

ھ۔ اس کی عقل کامل ہوتی ہے اور اس کا کیا ہوا فیصلہ خطا سے محفوظ ہوتا ہے

و۔ نبی دلوں کے حال پر مطلع ہوتا ہے۔ نبی کے خواص میں یہ بھی ہے کہ وہ قوانین کی تقویم اور شریعت کی تشکیل کرتا ہے اور وہ صرف قوانین کا واضع ہی نہیں ہوتا بلکہ ان قوانین کو نافذ کرتا ہے اور ایک ایسا معاشرہ بنا کر جاتا ہے جو اس کے لائے ہوئے دین کی مکمل تعبیر ہوتا ہے۔اس کی نگاہ سے مزاج بدل جاتے ہیں۔فطرتیں پلٹ جاتی ہیں وہ راہزنوں کو راہبر اور خائنوں کو امانت دار اور بت پرستوں کو بت شکن بنا دیتا ہے۔ شر بھی نبی کے دامن میں آجائے تو خیر بن کر نکلتا ہے۔بحر و بر اس کے تابع اور عناصر مسخر ہوتے ہیں۔دریا اس کے لیے رستہ چھوڑ دیتا ہے اور درخت اس کے حکم پر جڑوں سمیت دوڑے چلے آتے ہیں۔

الوہیت اور نبوت نبی اپنے تمام کمالات کے باوصف بندہ ہوتا ہے اور ہر قدم پر اللہ کی نصرت اور اس کی رحمت کا محتاج ہوتا ہے۔ نہ نبی کے علم کو اللہ تعالٰی کے علم سے کوئی نسبت

---

[1] فتح الباری ج ۱۶ ص ۲۰

ہوتی ہے۔ نہ اس کی قدرت کو اللہ کی قدرت سے کوئی علاقہ ہوتا ہے۔ ایک ذرہ کے علم میں بھی اللہ اور اس کے رسول کے علم میں کوئی مماثلت نہیں ہوتی اور ایک رائی کے دانہ پر بھی قدرت میں خدا اور نبی میں کوئی مساوات نہیں ہوتی نبی کا جو کمال بھی ہوتا ہے وہ خدا کا دیا ہوا مستعار اور جائز الزوال ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ہر وصف ذاتی قدیم اور لازوال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کبھی غافل نہیں ہوتا اور نبی کی توجہ بسا اوقات بعض چیزوں سے ہٹ جاتی ہے خدا اور رسول میں اگرچہ قدم و حدوث اور اصل و استعارہ کا فرق ہوتا ہے۔ لیکن یہ فرق چونکہ عقلی اور نظری ہے اور عام ذہنی سطح سے بلند ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ انبیاء کو ایسے احوال و عوارض میں مبتلا کرتا ہے جس سے اس کے کمالات کا حادث اور مستعار ہونا عام لوگوں کو بھی محسوس اور معلوم ہو جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ متعدد بار نبی پر غفلت طاری کرتا ہے تاکہ نبی کے وسیع علم کو دیکھ کر عام آدمی نبی کے علم پر اللہ تعالیٰ کے علم کا دھوکا نہ کھا سکے۔ اسی طرح عصمت کے باوصف بعض اوقات اللہ تعالیٰ نبی کو نسیان یا اجتہادی خطاء کے عارضہ سے ممنوعہ کاموں میں مبتلا کرتا ہے تاکہ نبی کی معصومیت ایک عام انسان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی نزاہت کاملہ سے مشتبہ نہ ہو جائے اور یونہی نبی کو تسخیر کائنات کی قدرت دینے کے باوجود اللہ تعالیٰ نبی کو درد اور تکلیف اور دوسرے عوارض بشریہ میں مبتلا کرتا ہے تاکہ کوئی شخص نبی کی قدرت پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اور اس کی طاقت پر اللہ تعالیٰ کی طاقت کا دھوکا نہ کھا سکے۔

مقامِ نبوت

اللہ تعالیٰ کا نبی اس کی مخلوق میں سب سے بلند ہوتا ہے سالہا سال سے لوحِ محفوظ کا مطالعہ کرنے والے اور عرصہ دراز سے تسبیح کرنے والے فرشتوں کے سامنے جب پہلا نبی آیا تو سارے فرشتے اس کے حضور سجدے میں گر گئے آدم اور ملائکہ کی پہلی ملاقات سے ہی ظاہر ہو گیا کہ جس مقام پر فرشتوں کے علم کی انتہا ہوتی ہے۔ وہاں سے علوم نبوت کی ابتدا ہوتی ہے

اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں سے فرمایا انبئونی باسماء ھٰؤلاء البقرہ ۳۱ مجھے
ان چیزوں کے نام بتاؤ) تو انہوں نے جواب میں کہا لا علم لنا الا ما علمتنا البقرہ ۳۲
(تیرے دیئے ہوئے علم کے سوا ہمارے پاس اور کوئی علم نہیں) اور یہ کہہ کر انہوں
نے اللہ کے علم کے مقابلہ میں اپنا علم بھی ثابت کرلیا اور جب عرصہ محشر میں اللہ
تعالیٰ انبیاء علیہم السلام سے پوچھے گا ماذا اجبتم المائدہ ۱۰۹ یعنی جب تم نے مخلوق کو حق
کی دعوت دی تو انہوں نے کیا کہا تو وہ سب یک زبان ہو کر عرض کریں گے
لا علم لنا انک انت علام الغیوب المائدہ ۱۰۹ اے اللہ تیرے بیکراں علم کے سامنے
ہمارا علم کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ کمال ادب یہی ہے کہ سورج کے سامنے
چراغ کو نہ لایا جائے اور اللہ تعالیٰ کے لامحدود علم کے مقابلہ میں اپنے علم کا ذکر
نہ کیا جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بارگاہِ صمدیت کے ادب و احترام میں جو
مقام ہے وہاں فرشتوں کا تصوّر بھی نہیں جاسکتا۔

انبیاء کرام کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں۔ ایک حیثیت سے ان کا اللہ تعالیٰ سے
رابطہ ہوتا ہے اور دوسری حیثیت سے وہ امت سے متعلق ہوتے ہیں اسی وجہ
سے ان کے احوال مختلف ہوتے ہیں۔ ایک وقت وہ ہے کہ حضرت یعقوب
علیہ السلام مصر سے قافلہ کی روانگی سے پہلے کنعان میں بیٹھ کر فرماتے ہیں انی
لاجد ریح یوسف یوسف ۹۴ (میں حضرت) یوسف کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اور
ایک وہ وقت ہے کہ گھر کے قریب کنوئیں میں حضرت یوسف (علیہ السلام) گرے
ہوئے ہیں اور آپ کا ذہن اس طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب وہ
اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں تو پھر کائنات کی کسی اور شے کی طرف ان کا التفات
نہیں ہوتا اور جب مخلوق کی طرف متوجہ ہوں تو کوئی چیز ان سے مخفی نہیں رہتی۔
نبی چونکہ اللہ کے پاس سے آتا ہے اس لئے اس کا اصل مقام اللہ تعالیٰ
کی ذات میں انہماک اور اس کی صفات میں استغراق ہوتا ہے، وہ اپنی فطرت
اور مزاج سے اللہ تعالیٰ کے جلوؤں میں کھویا رہتا ہے۔ نبی کی خلوت اللہ کی